

## زیارت قبر رسول ﷺ، جمہور اور شیخ ابن تیمیہ

### Sheikh Ibn-e-Taymiyyah's Distinction on the issue of the traveling to visit the tomb of the Holy Prophet ﷺ

\* Muhammad Fazal Haq Turābī

Shaykh-ul-Islam Ahmad bin Abdul Haleem alias Ibn Taymiyya (661-728 AH) is one of the great personalities whose far-reaching effects of his thoughts and opinions have been felt in every age. The issues, on which Allama Ibn Taymiyya has a different opinion, are the result of his such research as well as liquidation, wisdom, Ijtihad and continuous consideration as well as deliberation which have been based on Quran and Sunnah, the interaction of companions and speculation. In his Ijtihadi issues, there is a collection of evidence and proofs related to the Quran and Sunnah. Most of Ibn Tamiya's dissent is of a jurisprudential and principled nature. Some of these dissents are against the consensus of the Ummah. Some are against the religion of the four Imams, some differences are contrary to Hanbali School of thought itself and some differences are against the majority of scholars. Allama Ibn Taymiyya also has such differences in which he looks unique and distinguished from the whole Ummah. One of them is related to the pilgrimage to the tomb of the Holy Prophet ﷺ. According to Islamic scholars, traveling to visit the tomb of the Holy Prophet Muhammad ﷺ is permissible and rewarding. The majority of scholars agree on this. Ibn Tamiya's position and the difference is that if he did not intend to offer prayers in the Holy Prophet's Mosque during this pilgrimage, then it is not permissible according to most of the scholars and imams, nor has it been commanded. According to the command of the Holy Prophet ﷺ, the reason behind this is that only three mosques should be packed, namely Masjid al-Haram, Masjid al-Nabawi, and Masjid al-Aqsa. After the Prophet of Islam, there is room for disagreement with the words and deeds of everyone in Islamic thought. Almost all the great scholars have disagreed with this position and have refuted it with arguments. But their other religious and national services cannot be ignored based on this distinction. In the article

---

\* Ph.D Research Scholar, Dept. of Islamic Studies, The Islamia University of Bahawalpur.

under discussion, Ibn Tamiya's position and his arguments will be critically examined in light of the views of other scholars of the ummah.

**Key Words:** Ibn-e-Taymiyya, Distinctions, Holy Prophet ﷺ, Tomb of the Holy Prophet ﷺ, traveling to visit the tomb.

### تعارف:

شیخ ابن تیمیہؒ بیشتر اصولی و فقہی مسائل میں مختلف فیہ ہوئے ہیں جنہیں تفردتِ شیخ ابن تیمیہ کے نام سے موسوم کیا جاتا ہے۔ آپ کے تفردات میں سے بعض اجماعِ امت کی مشہور و معروف اصطلاح کے خلاف ہیں، بعض کی اجتہادی فکرِ آئمہ اربعہ کے مذہب سے مطابقت نہیں رکھتی، بعض تفردات خود فقہ حنبلی کے برعکس ہیں اور بعض تفردات جمہور علماء کے خلاف ہیں۔ علامہ ابن تیمیہ کے ہاں ایسے تفردات بھی پائے جاتے ہیں جن میں آپ پوری امت سے منفرد اور ممتاز نظر آتے ہیں۔ اُن تمام تفردات میں سے ایک تفرد زیارتِ قبر رسول ﷺ سے متعلق ہے۔ وہ یہ کہ "اگر اس سفر زیارت میں مسجد نبوی ﷺ میں نماز پڑھنے کی نیت نہ کی ہو تو یہ اکثر علماء اور آئمہ کے نزدیک ناجائز ہے اور نہ ہی اس کا حکم کیا گیا ہے۔"

پیغمبر اسلام ﷺ کے بعد ہر کسی کے قول و فعل اور تقریر سے اختلاف کی گنجائش فکرِ اسلامی میں موجود ہے۔ موصوف کے اس موقف سے تقریباً تمام اکابرین علماء نے اختلاف کیا ہے اور دلائل سے تردید کی ہے۔ زیر بحث مقالہ میں ابن تیمیہ کے موقف اور اُن کے دلائل کا دیگر علمائے امت کی آراء کی روشنی میں تنقیدی جائزہ لیا گیا ہے۔

### ۱۔ شیخ ابن تیمیہ:

شیخ الاسلام احمد بن عبد الحلیم المعروف ابن تیمیہ (661-728ھ) ان عظیم شخصیات میں سے ایک ہیں جن کے افکار و آراء کے دور رس اثرات ہر دور میں محسوس کئے جاتے رہے ہیں۔ آپ کا اصل نام احمد، کنیت ابو العباس اور ابن تیمیہ کے نام سے مشہور ہیں۔ آپ ۶۲۱ھ میں پیدا ہوئے۔ مذہب حنبلی کے شارح اور پروان چڑھانے والوں میں سے ہیں۔ آپ کا وصال قلعہ دمشق میں قید و بند کی حالت میں ہوا۔

شیخ الاسلام خداداد غیر معمولی ذہانت و فطانت اور عقل و ودانش کے ساتھ ساتھ تبحر علمی سے مالا مال تھے۔ یہی وجہ ہے کہ لہو و لعب کے زمانے میں آپ من جملہ علوم و فنون کی دستار فضیلت اپنے سر کا تاج بنا چکے تھے۔ اور عنفوانِ شباب میں فتنیٰ کی مسند پر براجمان ہو کر خلقِ خدا کے مرجع بن چکے تھے۔ آپ نے امتِ محمدیہ ﷺ کی نشاۃ ثانیہ تنہا دینی، سیاسی، علمی، عملی، قلمی، سیاسی اور معاشرتی جہاد کا علم بلند کر دیا۔ درس و تدریس، وعظ و نصیحت، اور تصنیف و تالیف میں اپنے معاصرین سے سبقت لے چکے تھے۔ شبلی نعمانی لکھتے ہیں:

"جو شخص ریفارمر (مجدد) کا اصلی مصداق ہو سکتا ہے وہ علامہ ابن تیمیہ ہیں مجددیت کی اصلی خصوصیتیں

جس قدر علامہ کی ذات میں پائی جاتی ہیں اس کی نظیر بہت کم مل سکتی ہے۔"<sup>1</sup>

<sup>1</sup> Abu Al-Tayyib Muhammad 'Atā'ullah Bh ūjiyanī, Hayāt Sheikh al-islām Ibn e Teimiyyah (Lahore: Maktabah Salfiyah 1971 A.D), 5.

علامہ ابن تیمیہ نے شدتِ فساد کا مقابلہ شدتِ اصلاح سے کیا۔ کیونکہ جس مریض کا علاج عملِ جراحی ہو اور اس کو نرم نازک مرہم کیا جائے تو وہ شفا یاب نہ ہوگا بلکہ مرض بڑھتا ہی جائے گا۔ اس لیے شدت کا مقابلہ شدت سے کرنا امر ضروری اور مجبوری تھا۔ چونکہ طبیعت میں آزادی اور اعتدال سے زیادہ سختی تھی۔

پھول کی پتی سے کٹ سکتا ہے ہیرے کا جگر  
مرد ناداں پر کلام نرم و نازک بے اثر<sup>2</sup>

علامہ ابن تیمیہ جن مسائل میں مختلف فیہ ہوئے ہیں۔ وہ مسائل انانیت، نفسانیت، عصبيت اور خواہش نفس کی پیداوار نہ ہیں۔ بلکہ وہ مسائل علامہ ابن تیمیہ کی تحقیق و تدقیق، فقہت و اجتہاد اور مسلسل غور و فکر کا نتیجہ صالحہ ہیں۔ جن کی اساس قرآن و سنت، تعامل صحابہ اور قیاس جلی ہے۔ آپ کے ان اجتہادی مسائل میں قرآن و سنت سے مستنبط دلائل اور براہین کا ایک ذخیرہ موجود اور مذکور ہے۔ اکثر مسائل تو وہ ہیں جن پر آپ کے دور تک اکابرین امت نے کبھی انگشت نمائی نہ کی تھی، حالانکہ وہ مسائل تصحیح طلب تھے۔ آپ فرد واحد ہیں کہ ان مسائل پر بڑی جرات و بہادری کے ساتھ ان کو حل کیا اور ان میں اصلاح طلب امور کی اصلاح فرمائی۔ جیسا کہ "اشاعرہ کے مسائل۔ علامہ ابن تیمیہ کے وہ مسائل جو اجتہاد اور فقہت کا نتیجہ ہیں ان کی وجہ سے آپ منفرد ہوئے ہیں۔"

## ۲۔ تفرقاتِ شیخ ابن تیمیہ:

علامہ ابن تیمیہ کے تفرقات و اختیارات کی نوعیت اصولی بھی ہے اور فروعی بھی ہے اور اس کے ساتھ ساتھ سیری اور تاریخی بھی ہیں۔ علامہ ابن تیمیہ کے ان تفرقات اور اختیارات میں سے بعض ایسے ہیں جو اجماع امت کی مشہور و معروف اصطلاح سے مطابقت اور موافقت نہیں رکھتے ہیں، بعض تفرقات و اختیارات کی اجتہادی فکر آئمہ اربعہ کے مذہب سے تطابق کی راہ ہموار نہ کر پائی ہے، بعض تفرقات خود فقہ حنبلی سے مختلف ہیں، بعض تفرقات جمہور کے خلاف راہ پاتے ہیں۔ آپ کے ہاں ایسے تفرقات بھی پائے جاتے ہیں جن میں آپ پوری امت سے منفرد اور ممتاز نظر آتے ہیں۔ آپ کے تفرقات و اختیارات، شجر ممنوعہ مسائل پر پہلی مرتبہ آپ کی گرفت اور اصلاح جیسے امور آپ کی بلند ہمتی غور و فکر کی گہرائی، جرات و بہادری، لومۃ لائم سے بے خوفی، اظہار حق میں بے باکی اور تبحر علمی کا منہ بولتا ثبوت ہے۔ علامہ ابن تیمیہ کے ان تفرقات کی وجہ سے ماد حین و مدافعین اور مخالفین و ناقدین کے درمیان بحث و مناظرہ اور مجادلہ و مکابرہ کا ایک ناختم ہونے والا ایک سلسلہ شروع ہو گیا۔ ماد حین و مدافعین بھی اپنے وقت میں آسمان علم کے درخشاں آفتاب و ماہتاب تھے۔ جبکہ مسائل میں نقد و مخالفت کرنے والے بھی علم و تحقیق اور فضل و کمال کے وہ آفتاب و ماہتاب تھے جنکے علمی پرتو میں اب بھی خرد و عقل اور علم و فن کی گتھیاں سلجھائی جا رہی ہیں۔ ابوالکلام آزاد لکھتے ہیں:

"بلاشبہ علمائے سلف جو اختلاف میں تشدد و غلو بھی کر جاتے تھے کہ معصوم نہ تھے مگر ان کا تشدد بھی

صرف میدان اختلاف میں محدود رہتا۔ اس سے باہر تعصب و انکار نہیں ہوتا تھا۔ قاضی سبکی پر کیا

موقوف ہے، حافظ ذہبی، ابن الزمکانی، ابن البلقینی، ابن حجر عسقلانی، ابن ناصر الدین، صاحب القول

الجلی، حافظ ابن کثیر وغیرہم سب نے کتنے ہی مسائل میں ابن تیمیہ کے اختیارات سے اختلاف کیا۔"<sup>3</sup>

<sup>2</sup> 'Allāmah Muhammad Iqbāl, Bāl-e-Jibrīl, Kuliyyāt e Iqbāl (Lahore: 'Ilm o 'Irfān Publishers), 426.

<sup>3</sup> Abu al-kalām āzad, Tazkirah, Murattab: Mālik Rām (Lahore: Maktabah Jamāl, 2014 A.D), 250.

علامہ ابن تیمیہ کے تفردات و اختیارات اور شذوذ جنکی نوعیت اصولی اور فروعی ہے۔ جنکی وجہ سے علامہ کے مداخلین و مدافعین اور مخالفین و ناقدین دونوں طرف سے آپ کے بارے میں غلو اور تشدد کا شکار ہو گئے۔ علامہ کے طرفین کے بارے میں سوء ظن بھی محال ہے کیونکہ طرفین علم و عمل اور فضل و کمال کے بلند و بالا ستون تھے۔ اگرچہ طرفین کی قلمی اسباحث سے تحقیق اور جستجو حتیٰ کہ تفسیق، تضلیل اور تکفیر تک جانین میں باتیں ہونے لگیں، جانین کی عصیت کی وجہ سے آپ کی مصلحانہ اور مجددانہ محنت شاقہ سے عام لوگ تو عام لوگ رہے۔ خواص کے لئے بھی آپ پردہء اخفاء میں چلے گئے۔ حالانکہ آپ کے تجدید شریعیہ، تنظیم سیاست، اصلاح احوال اور اعمال کے وہ کارنامے جو آپ نے خلوص و نیت سے اصلاح امت کی خاطر سرانجام دیئے وہ ہر کس و ناکس کیلئے طاق نسیاں ہو گئے ہیں۔ پیغمبر اسلام ﷺ کے بعد ہر کسی کے قول و فعل اور تقریر سے اختلاف کی گنجائش فکر اسلامی میں پوری آب و تاب کے ساتھ موجود ہے۔ لیکن اس سے ہر گز لازم نہیں آتا ہے کہ مخالف سے اختلاف رائے کی بناء پر اس کے دوسرے کارہائے نمایاں اور فضل و کمال کا قطعی طور پر انکار کر دیا جائے۔

علامہ ابن تیمیہ کی حیات، افکار و آراء اور تفردات و شذوذ کا وقت نگاہی سے مطالعہ کیا جائے تو یہ بات آشکار ہو جاتی ہے کہ آپ کی تجدید کی خدمات نے دور رس نتائج چھوڑے ہیں۔ جنکے اثرات ہر دور میں اور اب تک محسوس کیے جاسکتے ہیں اور ان کے تناظر میں اصلاح امت کے لئے ایک سامان نو مہیا کیا جاسکتا ہے جو عصر حاضر کی عین ضرورت ہے۔ ابوالکلام آزاد لکھتے ہیں:

"آج کل مسلمانوں میں جس فتنہ عقائد نے سر اٹھایا ہے اور بحکم "بل قالوا مثل ما قال الاولون"

وہ تمام فتنے اکٹھے ہو کر پلٹ آئے ہیں جو عقائد اسلامیہ کے مختلف دوروں میں فرداً فرداً ظاہر ہوئے تھے

۔ اس کے لحاظ سے تو آج معارف ابن تیمیہ سے بڑھ کوئی اور چیز مطلوب اور مقصود وقت نہیں"۔<sup>4</sup>

"ان الانسان مركب من الخطاء والنسيان" کے مصداق خطاء و نسیان کے علاوہ ہر کسی سے ممکن ہے۔ پس خطاء و شذوذ سے قطع نظر دوسرے علمی کمالات اور فضل و کمال کا اعتراف نہ کرنا ظلم و زیادتی ہے۔ آپ نے فکر اسلامی کی تقریباً پہلی مرتبہ ایسی تعبیر و تشریح کی ہے جو سابقہ تفسیری، کلامی اور فقہی تعبیرات و تشریحات سے ذرا ہٹ کر تھی۔ بنا برائیں شیخ الاسلام ابن تیمیہ کی حیات، افکار و آراء، تجدیدی اور اصلاحی کارناموں کا ایک تحقیقی اور تنقیدی مطالعہ ناگزیر ہے۔

س۔ مسئلہ زیارت قبر رسول ﷺ:

من جملہ تفردات شیخ الاسلام ایک تفرد زیارت قبر رسول ﷺ ہے۔ اللہ جل جلالہ کے رسول معظم حضرت محمد ﷺ کی قبر کی زیارت کی خاطر سفر اسلام کے فقہاء کے نزدیک مندوب، مستحب اور مطلوب و مرغوب ہے۔ جس میں جمہور فقہاء کا اس بابت کوئی اختلاف نہیں ہے۔ ابن تیمیہ کا موقف اور تفرد و اختیار جمہور کے موقف کے مقابلہ میں شدت کے ساتھ یہ ہے کہ اگر اس سفر زیارت میں مسجد نبوی ﷺ میں نماز پڑھنے کی نیت نہ کی ہو تو یہ اکثر علماء اور آئمہ کے نزدیک ناجائز ہے اور نہ ہی اس کا حکم کیا گیا ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ نبی کریم ﷺ کے فرمان کے مطابق صرف تین مساجد کی طرف سامان سفر باندھا جائے یعنی مسجد حرام، مسجد نبوی اور مسجد اقصی۔ چنانچہ ابن تیمیہ<sup>5</sup> (728ھ) لکھتے ہیں:

<sup>4</sup> Āzad, Tazkirah, 179-180.

"اذا كان قصده بالسفر زيارة قبر النبي ﷺ دون الصلوة في مسجده فهذه المسألة فيها خلاف فالذي عليه الأئمة واكثر العلماء ان هذا غير مشروع ولا مأمور به لقوله صلى الله عليه وآله وسلم" <sup>5</sup>

۴۔ جمہور علماء کا موقف:

اس معرکتہ الآراء مسئلہ میں جمہور فقہاء کے مذاہب مندرجہ ذیل ہیں۔ حنابلہ میں سے ابن قدامہ حنبلی لکھتے ہیں:

"سید عالم ﷺ کے فرمان "من حج فزار قبری بعد وفاتی وکانما زارنی فی حیاتی" <sup>6</sup> کے مطابق حاجی کے لئے نبی پاک ﷺ اور آپ ﷺ کے دوسا تھی حضرت ابو بکر اور عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے روضہ پاک کی زیارت کرنا مستحب ہے" <sup>7</sup>

شوافع میں ابو اسحاق شیرازی (476ھ) لکھتے ہیں:

"رسول اللہ ﷺ کے روضہ مبارک کی زیارت مستحب ہے" <sup>8</sup>

شوافع میں سے زکریا انصاری (823-926ھ) لکھتے ہیں:

"وان يستقبل القبلة عند شربه (وزیارة قبر النبي ﷺ ولو بغير حاج" <sup>9</sup>

"قبلہ رو ہو کر آب زم زم خوب پیئے اور نبی کریم ﷺ کے روضہ اقدس کی زیارت کرے اگرچہ یہ شخص حج کرنے والا نہ ہو"۔

مالکیہ میں سے قاضی عیاض یحصبی (544ھ) لکھتے ہیں:

"زيارة قبره ﷺ سنة من سنن المسلمين مجمع عليها وفضيلة مرغب فيها" <sup>10</sup>

"رسول اللہ ﷺ کی قبر کی زیارت تمام مسلمانوں کی ایسی سنت ہے۔ جس پر ان سب کا اجماع ہے اور یہ ایسی فضیلت ہے جس کی ترغیب فرمائی گئی ہے"۔

<sup>5</sup> Ibne Teimiyah, Majmū', 27:26,27.

<sup>6</sup> Muwaffiq al-Din Ibn-e-Qudāmah, Al-Mughnī 'Alā Mukhtasar li abī al-Qāsim bin Hussain bin 'Abdullah Al-Kharqī (Eygept: Maktabah Al-Qāhirah, 1389 A.H), 3:477.

<sup>7</sup> Muwaffiq al-Din Ibn-e-Qudāmah, 'Umdat ul-Fiqh fi al-madhab al-hanbli, Tahqīq: Ahmad Muhammad 'Azūz (Beirūt: Maktabah al-'Asriyyah, 1423 A.H), 51.

<sup>8</sup> Abī Ishāq Ibrāhīm bin 'Ali bin Yūsuf, Al-Muhazzab fi Fiqh al-Imām al-Shāfi'ī wa bi zeilhi Sahā'ifhi al-nazm al-musta'zab fi sharh Gharīb al-Muhazzab, Tehqīq: Muhammad bin ahmad bin Bitāl (Beir üt: Dār al-M'rifah, S.N), 1:240.

<sup>9</sup> Abī Yahyā Zakriyyā al-ansāri, Fath al-wahhāb bi sharh e Manhaj al-Tullāb (S.M.N), 1:149.

<sup>10</sup> Abi al-Fadl Qāzī Ayyāz, Al-Shifā' bit'rīf Haqūq al-Mustafā, Tahqīq: 'Abd al-salām Muhammad Amīn (Beirūt: Dār al-kutub al- 'Imiyyah, 2002 A.D), 2:53.

Abi al-Fadl Qāz ī Ayyāz, Al-Shifā' bi ta'rīf Haqūq al-Mustafā (Multan: 'Abd al-Tawwāb Academy, S.N), 2:68.

مالکیہ میں سے قرطبی لکھتے ہیں:

"والتیناہ فی الدنیا حسنة" <sup>11</sup> کی تفسیر میں ایک قول آپ ﷺ کے روضہ اطہر کی زیارت کا باقی رہنما مراد ہے۔ <sup>12</sup>

احناف میں سے علی قاری لکھتے ہیں:

"كون الزيارة قربة معلوم من الدين بالضرورة" <sup>13</sup>

"زیارت قبر رسول ﷺ دین کی قربت معلومہ بدیہہ ہے۔"

احناف میں سے طحاوی لکھتے ہیں:

"والمبالغة بذكر الوعيد على الترك والوعد على الفعل" <sup>14</sup>

"قصد زیارت میں مبالغہ کرے اور وہ اس طرح کہ یاد رکھے کہ ترک زیارت پر وعید اور زیارت کرنے پر

وعدہ اجر ہے۔"

۵۔ فریقین کے دلائل کا تجزیاتی مطالعہ:

ابن تیمیہ نے اپنے تفرد اور اختیار میں مندرجہ ذیل احادیث کو محل استدلال بنایا ہے۔ ان احادیث سے اپنے تفرد پر استدلال ان کے مضبوط دلائل میں سے سمجھا جاتا ہے۔ اگرچہ دلائل اور فقہی عبارت کا ورود بکثرت ہے تاہم کثرت ورود کے اعتبار سے قطع نظر دلائل کی قوت کو مطمع نظر بنانا چاہیے۔

" قال لا تشد الرحال الا الى ثلاثة مساجد مسجدي هذا، والمسجد الحرام والمسجد الاقصی۔" <sup>15</sup>

"حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ تین مسجدوں کے علاوہ اور کسی مسجد کی طرف کجاوے نہ کسے جائیں۔ میری یہ مسجد، مسجد حرام اور مسجد اقصیٰ۔"

<sup>11</sup> Al-Nahl 16: 122.

<sup>12</sup> Abu 'Abdullah Muhammad bin Ahmad bin abī bakr Al-Qurtabī, Al-jām' li ahkām al-Qur'ān, Tahqiq: 'Abdullah bin 'Abd al-Muhsin (Beir üt: Mu'assisat al-risālah, 2006 A.D), 12:458.

Sayyed Mahmūd Sayyed Sabīh, Akhtā' Ibn e Teimiyyah Fi Haqq Rasūlillāh wa ahl-e-Beitihi (Beirūt: Dār Zain Al- 'Ābidīn, 2010 A.D), 205.

<sup>13</sup> 'Ali bin sultān Mahmūd 'Ali al-Qārī, Al-shifa', Researcher: 'Abdullah Muhammad al-khalīlī (Beirūt: Dār al-kutub al- 'Imiyyah, 2007 A.D), 2:152.

<sup>14</sup> Ahmad bin Muhammad Al-Tahāvī, Hāshiyah al-tahāvī 'Alā Mirāqī sharah Nur al-idhah (Beirūt: Dār al-kutub al- 'Imiyyah, 1997 A.D), 745.

<sup>15</sup> Al-Bukhari, Al-Jam' I Al-Ṣaḥīḥ, 158.

اس حدیث میں صراحت ہے کہ تین مساجد کے علاوہ کسی دوسری مسجد کی طرف سفر کرنا درست نہیں ہے۔ ابن تیمیہؒ نے اس حدیث کے ظاہر سے استدلال کیا ہے اور اس حدیث کے مالہ اور ماعلیہ سے صرف نظر کیا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ اس حدیث کے پیش نظر اگر یہی معنی و مفہوم مراد ہوتا جو لیا جاتا ہے تو دوسرے امور کی طرف جانے میں اختلاف واقع نہ ہوتا جبکہ دوسرے مقامات کی طرف کجاوے باندھنے کے متعلق بھی فقہاء اور شارحین حدیث کے درمیان کثیر اختلاف پایا جاتا ہے۔ مثلاً زندہ لوگوں کی عیادت اور زیارت کے لئے بھی سفر کیا جاتا ہے۔ کارہائے حیات کی تکمیل کے لئے بھی رخت سفر باندھا جاتا ہے اور وعظ و تبلیغ کے لئے بھی ایک کونہ سے دوسرے کونہ تک سفر کیا جاتا ہے۔ اس لئے اس حدیث سے صرف قبر رسول ﷺ کی تخصیص کی بابت اختلاف محل نظر ہے۔ شارحین حدیث نے یہ معنی لیا ہے کہ اگرچہ مکمل فضیلت ان مساجد کے لئے شدر حال میں ہے۔ غیر کے لئے شدر حال ہر چند کے جائز ہے، لیکن اس میں کامل فضیلت نہیں ہے۔ اس کا یہ جواب بھی دیا گیا ہے کہ ان تین مساجد کے علاوہ کسی مسجد کے لئے نذر نہ مانے ورنہ پورا کرنا واجب نہیں ہے۔ اس حدیث میں ان تین مساجد کے علاوہ شدر حال نہیں کرنا چاہیے کیونکہ تمام مساجد اللہ تعالیٰ کا گھر ہیں۔ شہر بن حوشب اس حدیث کے راوی ہیں اگرچہ ضعیف بھی ہے لیکن ان کی یہ حدیث حسن ہے۔ ابن حجر عسقلانی (852ھ) لکھتے ہیں:

"وشهر حسن الحديث وان كان فيه بعض الضعف"<sup>16</sup>

آئمہ ثلاثہ کے نزدیک ان مساجد کے علاوہ اگر کوئی جانے کی منت مانے تو اس کو پورا کرنا واجب نہیں ہے۔ امام ابو حنیفہ کے نزدیک تو مطلقاً واجب نہیں ہے۔ ہاں عصر حاضر کے مطابق مساجد کی سیر و تفریح کے لئے رخت سفر باندھنا اور نماز وغیرہ کا مطلقاً خیال نہ رکھنا جیسا کہ فی زمانہ دستور ہو چکا ہے کہ لوگ اسلام آباد فیصل مسجد کی سیر و تفریح کے سلسلے میں آتے ہیں اور احکام اسلامی کی مطلقاً پروا نہیں کرتے ہیں۔ ایسے انداز میں سفر کی اجازت کجا ہے؟ جبکہ مقصد ہی سیر و تفریح ہے۔ اس کے علاوہ اسلامی اشاعت، کار حیات کے امور، سماج، معاشرہ اور معاشرت کو ایک ڈگر پر چلانے کے لئے وعظ و نصیحت کے لئے سفر، کاروبار اور ملازمت کے لئے سفر، دوستوں کی عیادت اور زیارت اور صالحین کی صحبت کے لئے سفر اس حدیث کی نہی میں مراد نہیں ہیں۔

بدر الدین عینی لکھتے ہیں:

" اما قصد غير المساجد من الرحلة فيطلب العلم في التجارة والتزّه وزيارة الصالحين والمشاهد وزيارة الاخوان ونحو ذلك فليس داخل في النهي "<sup>17</sup>

جمہور فقہاء نے زیارت قبر رسول ﷺ کی بابت قرآن و سنت اور امت کے علماء کے اقوال و افعال سے استدلال کیا ہے۔ اس بابت اللہ جل جلالہ کے اس قول سے استدلال کیا جاتا ہے۔

"ولو انهم اذ ظلموا انفسهم جاءك فاستغروا الله واستغفرلهم الرسول لوجدوا الله توابا رحيماً"<sup>18</sup>

<sup>16</sup> Ahmad bin 'Alī bin Hajar Al-'Asqalānī, Fath al-bārī Sharah Sahīh Bukhārī, Tahqīq: 'Abd al-Qādir (Riyādh: Maktabah al-malik al-fahad, 1421 A.H), 3:79.

<sup>17</sup> Abu Muhammad Mahmūd Badar al-Din Al-'Aeinī, Sharah Sahīh Bukhārī, Tahqīq: 'Abdullah Mahmūd (Beirūt: Dār al-kutub al- 'Imiyyah, 1421 AH), 7:370.

<sup>18</sup> Al-Nisā' 4:64.

اس آیت سے استدلال کیا گیا ہے کہ یہ آیت آپ ﷺ کی زیارت کے حکم میں عمومیت رکھتی ہے۔ ابن تیمیہ کے سوا کوئی بھی مسلمان نہیں گزرا ہے جس نے یہ تصریح کی ہو کہ بارگاہ رسالت ﷺ کی یہ حاضری آپ ﷺ کی ظاہری حیات طیبہ ہی کے ساتھ خاص اور مقید ہے۔<sup>19</sup>

اس کے علاوہ جمہور فقہاء نے ان احادیث سے بھی استدلال کیا ہے کہ جن میں خود رسول اللہ ﷺ البقیع، شہدائے احد اور اپنی والدہ کی قبر کی زیارت کے لئے گئے تھے۔<sup>20</sup> علاوہ ازیں جمہور فقہاء نے قبر رسول اللہ ﷺ کی زیارت کے لئے ان تمام احادیث سے استدلال کیا ہے جس میں زیارت کا لفظ صراحت کے ساتھ ذکر کیا گیا ہے۔ ان درجنوں احادیث میں سے ایک حدیث حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما بیان کرتے ہیں کہ:

"من حج فزار قبری بعد وفاتی کانما زار فی حیاتی۔"<sup>21</sup>

"رسول اللہ ﷺ نے فرمایا۔ جس نے حج کیا اور میری وفات کے بعد میری قبر کی زیارت کی گویا کہ اس نے میری زندگی میں میری زیارت کی۔"

اس انداز میں بہت ساری احادیث ہیں جن میں لفظ زیارت کی صراحت ہے تو جمہور کا قول ہے کہ ان احادیث میں لفظ زیارت کی صراحت کم از کم اس عمل کے مندوب، مستحب اور مرغوب لازم پر دلالت کرتی ہے۔

"حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جس رات مجھے سیر کرائی گئی میں موسیٰ علیہ السلام کی قبر کے پاس سے گزرا وہ اپنی قبر میں کھڑے ہو کر نماز ادا فرما رہے تھے۔"<sup>22</sup>

اس حدیث سے یوں استدلال کیا گیا ہے کہ انبیاء علیہم السلام اپنی قبروں میں ذکر، نماز اور عبادت وغیرہ میں مصروف رہتے ہیں۔ اس حدیث میں صراحت موجود ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے اللہ تعالیٰ کے نبی حضرت موسیٰ علیہ السلام کی زیارت فرمائی۔ اگر زیارت کرنا مقصود نہ ہوتا تو موسیٰ علیہ السلام کی قبر کے پاس سے گزرنے کا کیا معنی ہو گا۔ اس لئے اس حدیث سے ثابت ہوا کہ نبی کی قبر کی زیارت درست اور صحیح ہے۔

امام شوکانی لکھتے ہیں:

"زيارة قبره ﷺ من السنن الواجبة"، "ولم ينقل ان احدا انكر ذلك عليهم فكان اجماعاً"<sup>23</sup>

<sup>19</sup> Sayyed Mahmūd Sayyed Sabīh, Akhtā' Ibn e Teimiyyah Fi Haqq Rasūlillāh wa ahl-e-Beitihī, 148.

<sup>20</sup> 'Alī bin Umar Dār al-Qutnī, Al-Sunan, Tahqīq: 'Ādil Ahmad 'Abd al-mawjūd (Beirut: Dār al-M'rifah, 1422 A.H), 2:233.

<sup>21</sup> Ibn e Qudāmah, Al-Mughnī, 477/3.

<sup>22</sup> Muslim ibn Hajjāj al-Qusheirī, Al-Saḥīḥ, (Riyādh: Dār al-Islām, 1429 A.H), Hadīth No. 2375.



"آپ ﷺ کی قبر اطہر کی زیارت سنن واجبہ سے ہے اس کے جواز اور استحباب پر تمام حضرات کا اجماع ہے۔"

ابن تیمیہؒ نے اپنے تفرّد کے استدلال میں ایک دوسری حدیث سے بھی استدلال کیا ہے۔ خیر الدین بن محمود بن آلوسی لکھتے ہیں:

"انه لم يمنع الزيارة مطلقا بل منع السفر للزيارة بحديث لا تشد الرحال وبحديث لا تتخذوا قبري عيدا"<sup>24</sup>۔

"ابن تیمیہ نے مطلقاً زیارت سے منع نہیں کیا ہے بلکہ شد رحال اور میری قبر کو عید نہ بنانا حدیث کے پیش نظر زیارت کے لئے سفر کرنے سے منع ہے۔"

اس حدیث سے ابن تیمیہؒ کا استدلال یہ ہے کہ جب آپ ﷺ نے حکم فرمایا ہے کہ میری قبر کو عید نہ بناؤ تو پھر اگر تمام اطراف و اکناف سے لوگ اپنے کجاوے کس لیں تو آپ ﷺ کی قبر پر ایک عید اور ایک میلہ کا سامان بن جائے گا، اور اس سے منع کیا گیا ہے۔ اس کے جواب میں یہ کہا گیا ہے کہ آپ ﷺ کے کلام کا مفہوم اور معنی یہ ہے کہ عید سے مراد وہ عید ہے کھیل کود، اور خورد و نوش کے وہ تمام سامان مراد ہیں جو بسا اوقات لہو و لعب تک کشید کر جاتے ہیں۔ اور ظاہر و باہر ہے کہ یہ ساری چیزیں اس ذات کی بارگاہ میں مطلقاً درست اور صحیح نہیں ہیں جو رفیق اعلیٰ کے قرب میں ہیں۔ یہ تمام امور تو مؤمن کی قبر پر بھی درست اور صحیح نہیں ہیں۔ چہ جائیکہ امام الانبیاء ﷺ کے شایان شان ہوں۔

جمہور فقہاء نے اپنے استدلال اور دلائل میں بکثرت ان احادیث سے استدلال کیا ہے جن میں زیارت کا لفظ صراحت سے موجود ہے جس سے سفر زیارت پر استدلال صراحت سے ہو جاتا ہے۔ ان تمام احادیث جن میں لفظ زیارت موجود ہے۔ اس کے متعلق ابن تیمیہؒ کی رائے بالکل واضح ہے کہ اس مسئلہ میں کوئی ایسی شے نہیں ہے جو استدلال کے جواز کے لائق ہو۔ بلکہ وہ تمام متدل ضعیف ہیں بلکہ موضوع ہیں۔ اصحاب میں سے کوئی معلوم نہیں ہوا ہے جس نے زیارت قبر کا حکم کیا ہو اور یہ لفظ تو ان کے ہاں معروف و مشہور بھی نہیں تھا۔ ابن تیمیہ (728ھ) لکھتے ہیں:

"ليس في هذا الباب ما يجوز استدلال به بل كلها ضعيفة بل موضوعة--- بل ولا عرف عن احد من الصحابة انه تكلم بلفظ زيارة قبره البتة فلم يكن هذا اللفظ معروفاً عندهم"<sup>25</sup>۔

من جملہ احادیث کے ضعف اور موضوعیت کے اس حکم پر جمہور کی طرف سے یہ نقض وارد کیا گیا ہے کہ ابن تیمیہؒ کا تمام احادیث کو یک جنس ضعیف اور موضوع کہنا ان کا تحکم ہے۔ ان احادیث کے بارے میں جرح مبہم ہے اور مفصل نہیں ہے۔ اس کے علاوہ حدیث کے

<sup>23</sup> Muhammad bin 'Ali bin Muhammad al-shawkānī, Nīl al-awtār min Asrār muntaqī al-akhbār, Takhrij: Muhammad Subhī bin Hasan Hallāq (Sa'udiyah: Dār ibn al-Jawzī, 1427 A.H), 9:418.

<sup>24</sup> Kheir al-Din Nu'mān bin Mahmūd ālūsī, Jalā'al-'aein bi muhākimat al-ahmadein ibn e Teimiyyah, Tahqiq: Al-Dānī bin Munīr (Beirut: Al-Maktabah al-'asriyah, 2006 A.D), 494.

<sup>25</sup> Taqī al-Dīn Ahmad bin 'Abd al-Halīm Ibn Teimiyyah, Al-akhnā'iyah aw al-radd 'alā al-akhnā'ī, Tahqīq: Ahmad bin Mūnas al-'anzī (Jaddah: Dār al-khizr, 1420 A.H), 253.

درجات کے تمام احکام کو یکسر نظر انداز کر دیا ہے۔ جبکہ اس معاملہ میں ضعیف حدیث درجہ حسان میں آجاتی ہے اور اس کے علاوہ فضا کل میں ضعیف احادیث کا اعتبار کیا جاتا ہے۔

"قال العلماء من المحدثين والفقهاء وغيرهم يجوز ويستحب العمل في الفضائل والترغيب والترهيب بالحديث الضعيف مالم يكن موضوعاً"<sup>26</sup>

خلاصہ بحث:

زیارت قبر رسول ﷺ کے مسئلہ میں فریقین کے دلائل و براہین سے بات واضح ہو چکی ہے کہ اس مسئلہ میں جمہور کا موقف اپنے دلائل کی قوت کی وجہ سے رائج ہے۔ اس کے مقابلہ میں فریق آخر کے دلائل کا مناقشات اور کثرت نقول کی وجہ سے کمزور ہونا خود ہی ظاہر ہو جاتا ہے۔ علاوہ ازیں اس مسئلہ میں امت کا اجماع ہے کہ قبر زیارت رسول ﷺ کی خاطر سفر مستحب، مندوب اور مرغوب ہے۔ اس اجماع کے مقابل فرد واحد کے موقف کو ترجیح دینا بھی بہت سارے مسائل کے لئے دروازہ کھولتا ہے اور افتراق و انتشار کی کھائی میں جا گرنے کے برابر ہے۔

قرین قیاس اور پر انصاف بات یہ ہے کہ دونوں فریق دلائل میں کسی طرح سے بھی ایک دوسرے سے پیچھے نہیں ہیں۔ ابن تیمیہ کے دلائل میں ایک ضعف یہ رہ جاتا ہے کہ آپ مالہ اور ماعلیہ کی مطلق پروا کیے بغیر ظاہری معنی پر ہی اپنا موقف اختیار کر لیتے ہیں۔ جبکہ دوسرے لوازمات اور مباحات جو ان احادیث سے ثابت شدہ اور مشروع ہوتے ہیں، ان سے قطعی طور پر صرف نظر کر لیتے ہیں۔ عامہ مسلمین کی قبروں کی زیارت آپ کے ہاں مسلم ہے۔ جبکہ شدہ حال کے ظاہری معنی کی بنا پر آپ قبر رسول ﷺ کے بارے میں ایسا موقف اختیار کر لیتے ہیں جو آپ کے تفردات میں سے سب سے زیادہ مشہور تفرد اور اختیار ہے۔ جس کی بنا پر آپ کو طعن و تشنیع کا نشانہ بنایا گیا ہے اور تفسیق و تکفیر اور تضلیل کے الزامات آپ پر وارد کئے گئے۔<sup>27</sup> آپ کی علمی و جاہت و وقار کے اعتراف کے باوجود اس مسئلہ کو آپ سے منقول مسائل میں سے زیادہ ناپسندیدہ مسئلہ کہا گیا۔<sup>28</sup> اور اس کے ساتھ ساتھ اس مسئلہ میں آپ کو خالی کہا گیا۔<sup>29</sup>

ابن تیمیہ میں انانیت، نفسانیت اور تعصب کے عدم اعتراف کے باوجود یہ عین حقیقت ہے کہ ابن تیمیہ اس مسئلہ میں شدت کی راہ پر چل نکلے ہیں۔ حالانکہ یہ مسئلہ نہایت جذباتی ہے اور ہمارے خیال میں قائلین کے دلائل میں جذباتیت کا عنصر بھی کہیں نہ کہیں موجود اور مذکور ہے۔ آپ کی شدت اور تشدد نے اس خالص دینی مسئلے کو دین سے نکال کر جذبات کے دائرے میں لا کھڑا کیا ہے اور ایک سادہ لوح مسلمان کے جذبات کو ٹھیس ضرور پہنچتی ہے کہ ابن تیمیہ کی طرف سے قول ہو کہ اس سفر زیارت کا کسی کو بھی فائدہ نہیں ہے۔ اور اس جذباتی مسئلہ میں جذبات کا ایک سمندر امنڈتا چلا آیا ہے اور شدت کے اسی جذبہ میں اس سفر کو شرک کے اسباب میں سے ایک

<sup>26</sup> Al-Nawwī, Al-Azkār al-muntakhabat min kalām sayyed al-abrār, Takhrij: Ahmad Ibrāhīm Zahvāh (Beirut: Dār al-kutub al-‘arbī, 2006 A.D.), 10.

<sup>27</sup> Al-Qārī, Sharah Al-shifa’, 2:152.

Ahmad Shahāb al-dīn bin Hajar Al-Makkī, Al-Fatāwā al-Hadīthiyah (Beirut: Dār al-m‘arafah, S.N), 1114.

<sup>28</sup> Al-‘Asqalanī, Fath al-bārī, 3:79.

<sup>29</sup> Al-Sayyed Abi al-fadl Safi al-Dīn Muhammad bin Ahmad Hanfi, Al-Qawl al-Jalī fi tarjamah al-sheikh Taqi al-Din ibn e Teimiyyah (Madīnah: Dār Līnah Adhwā’ al-minār, S.N), 35.

سب قرار دیئے جانے کے فتویٰ کو مشہور داعی توحید محمد بن عبد الوہاب نجدی کے پوتے عبد الرحمن بن حسن اعظم (1193-1285ھ) بیان کرتے ہیں:

"وفی الحدیث دلیل علی منع شد الرجال الی قبرہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم والی غیرہ من القبور والمشاهد لأن ذالک من اتخاذها اعیادا بل من اعظم اسباب الاشراک باصحابہا وھذہ ہی المسالۃ الی افقی فیہا شیخ الاسلام افقی من سافر بمجرد زیارۃ قبور الانبیاء، والصالحین"۔<sup>30</sup>

بایں ہمہ ابن تیمیہ کے علمی وقار اور وجاہت کے پیش نظر ابن تیمیہ جن مسائل میں مصیب ہیں۔ ان میں ان کے لئے دواجر ہیں اور جن مسائل میں غیر مصیب ہیں ان میں بھی ماجور ہیں۔ اس بابت علامہ ابن حجر (852ھ) کی یہ حق بات قول فیصل کا درجہ رکھتی ہے:

"فالذی اصاب فیہ وھو الاکثر یستفاد منہ و یترحم علیہ والذی اخطا فیہ لا یقلد فیہ بل ھو معذور"۔<sup>31</sup>

<sup>30</sup> 'Abd al-Rahmān bin Hasan bin Muhammad bin 'Abd al-Wahhāb, Fath al-Majīd Sharah Kitāb al-Tawhīd, Researcher: Al-walī bin 'Abd al-Rahmān bin Muhammad āl faryān (Al-Riyadh: Dār al-mu'ayyad, 1423 A.H), 294.

<sup>31</sup> Al-Sayed Abi al-Hasan 'Alī al-Hasnī al-Nadvī, Rijāl al-fikr wa al-da'wah (Damishq: Dār al-Qalam, 2002 A.D), 2:145.